اشیاء اور افعال دونوں میں اصل اباحت ہے

ایک استفتاء اور اس کا جواب

از: مولانا الطاف الرحمٰن بنوی

س: قاعدۂ فقہیہ ''الاصل فی الاشیاء الاباحۃ'' سے کیا مراد ہے؟ بعض حضرات اس معاملے میں ''اشیاء'' اور ''اعمال'' کو علیحدہ اور مختلف قرار دیتے ہیں۔ ازراہِ کرم وضاحت فرما دیجیے۔

جواب: قرآنی آیت ﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا﴾ (البقرۃ:۲۹) اس باب میں تقریباً نص ہے کہ اصل اشیاء اور افعال دونوں میں اباحت ہے۔ جیسے تمام اشیاء اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں بعینہٖ اسی طرح اہل حق کے ہاں تمام افعالِ عباد بھی مخلوق الٰہی ہیں۔ ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴾ (الصّٰفّٰت) لٰہذا بعض ایسی حدیثوں سے جو نہ صرف یہ کہ اخبار احاد ہیں بلکہ محتمل المعانی بھی ہیں' افعالِ انسانی کو اباحت کے زمرہ سے نکالنا اور مستثنیٰ کرنا قرینِ قیاس معلوم نہیں ہوتا۔ مثلاً حدیث ((مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)) (صحیح مسلم' کتاب الاقضیۃ) سے اس فرق پر استشہاد کرنا صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ عام محدثین اس حدیث کو عبادات پر محمول کرتے ہیں اور یہ بات دل کو لگتی ہے' کیونکہ کسی چیز کا عبادت ہونا جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب کا وعدہ ہو' یقیناً محتاجِ دلیل ہے' لیکن اس حدیث کو نفی اباحت کے لیے استعمال کرنا کسی طرح سے بھی مناسب معلوم نہیں ہوتا' کیونکہ اباحت کوئی حکم مثبت نہیں ہے جس کے لیے دلیل کی ضرورت ہو' اباحت کسی چیز میں کرنے اور نہ کرنے کے اختیار کا نام ہے۔ جہاں بھی شریعت نے سکوت اختیار کیا ہو اور کوئی امر و نہی وارد نہ ہو یہی اباحت کا مقام ہے۔ یہ دعویٰ کرنا کہ ''شریعت کسی بھی عمل پر خاموش نہیں'' صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ نبی علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ افْتَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَیِّعُوْهَا وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَسَكَتَ عَنْ كَثِیْرٍ مِنْ غَیْرِ نِسْیَانٍ فَلَا تُكَلِّفُوْهَا رَحْمَةً لَكُمْ

فَاقْبَلُوْهَا)) (کنزالعمال' ح ۹۸۱)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزوں کوفرض قرار دیا ہے' پس ان کو ضائع مت کرو' اور کچھ حدود مقرر فرمادی ہیں' ان کو پامال نہ کرو' اور بہت ساری چیزوں کے بارے میں' بغیر کسی بھول چوک کے' خاموشی اختیار کی ہے' تو ان کی تکلیف نہ اٹھاؤ۔ یہ اللہ کی طرف سے تمہارے لیے رحمت ہے' اس رحمت کو قبول کرو۔''

اس حدیث سے فی الجملہ یہ بات وضاحت سے معلوم ہوتی ہے کہ مأمورات اور منہیات کا دائرہ بنسبت ''وَسَکَتَ عَنْ کَثِیْرٍ'' سے تنگ ہے اور اس کا منشاء محض رحمت الٰہی ہے' تاکہ لوگ ضیق میں نہ پڑیں۔ بے شمار حدیثوں میں تعمق فی الدین والتشدد سے منع کیا گیا ہے۔ ایسی حدیثیں بھی فی الجملہ اسی بات پر دلالت کرتی ہیں کہ دین میں یسر اور وسعت کا پہلو راجح ہے۔ قرآنی آیت ﴿یٰۤاَهْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ﴾ (النساء:۱۷۱) اگرچہ شانِ نزول کے اعتبار سے ایک مخصوص مسئلے سے متعلق ہے لیکن عمومِ الفاظ کے اعتبار سے مسئلہ زیر بحث پر بھی اس سے کافی روشنی پڑتی ہے۔ اسی طرح سے قرآنی آیت ﴿قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِیْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّکُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا...... الآیۃ﴾ (الانعام:۱۴۶) بھی اپنے سیاق وسابق سے اسی کلیہ کو ثابت کرتی دکھائی دیتی ہے کہ حرمت اور ممانعت کے لیے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے اباحت کے لیے نہیں۔

قرآن حکیم کی وہ تمام آیات جو تقیید الافعال بالحکم الشرعی کے اثبات کے لیے نقل کی جاتی ہیں وہ اس مدعا میں نص تو کیا واضح بھی نہیں ہیں۔ عام طور سے ان کا تعلق ان اعمال و افعال سے ہے جن کی حرمت وممانعت شریعت سے صراحتاً یا اشارۃً ثابت ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ ''الاصل فی الاشیاء والافعال اباحۃ'' سے سرمایہ دارانہ نظام کو ہی فائدہ پہنچتا ہے' تو اگر ان تمام جزئیات کا جائزہ لیا جائے جو صاحب مقالہ نے ذکر کیے ہیں تو معلوم ہوگا کہ یہاں مفاسد صرف اسی کلیے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس میں لازماً کچھ ایسے افعال کا ارتکاب کیا گیا ہے جو از روئے شریعت ممنوع ہیں۔ ویسے بھی شریعت کا کلیہ یہ بھی ہے کہ اگر کسی امر مباح کو ناجائز مقاصد کے لیے کثرت سے استعمال کیا جانے لگے تو حکومت وقت اس پر ضروری قدغن لگانے کی مجاز ہوتی ہے۔ قرآنی آیات ﴿تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ﴾ (النحل:۸۹) یا ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ﴾ (المائدۃ:۳) وغیرہا بھی مفسرین کے نزدیک دنیا جہان کی تمام

چھوٹی بڑی چیزوں سے متعلق نہیں ہیں بلکہ یہاں امورِ دینیہ مراد ہیں' ورنہ اگر ساری چیزیں مراد ہوتیں تو پھر تو اس قرآن سے کئی گنا ضخیم کتاب نازل ہوتی۔ آپ ان آیات میں جیسی بھی چاہے تعمیم کر لیں' مثلاً صراحتہً یا اشارۃً وغیرہ' پھر بھی کسی نہ کسی موڑ پر آپ کو رکنا پڑے گا اور کچھ اشیاء واعمال کے بارے میں ماننا پڑے گا کہ وہ مسکوت عنہا ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ آپ خواہ مخواہ کے تکلف سے کام لیں اور دوراز کار تاویلات کرنا شروع کر دیں۔ مثال کے طور پر آمنہ ودود جیسی خواتین امامتِ نساء کے بارے میں جو طرزِ عمل اختیار کرتی ہیں وہ اباحت الافعال کے کلیے سے نہیں بلکہ ایک حدیث کے حوالے سے ثابت کرتی ہیں' لیکن کیا خیر القرون میں اس حدیث کے مضمون پر عمل نہ ہونے سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ یہ حدیث اس عورت کی خصوصیت تھی' حکم عام بیان کرنا مراد نہ تھا' ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ خیر القرون میں اتنی بڑی حقیقت متروک ہو جاتی اور امت کی بے شمار صالحہ اور قانتہ عورتوں میں سے کسی کو بھی اس پر عمل کی انگیخت نہ ہوتی!

علماء اور طلبہ کے لیے خوشخبری

آپ کے مسائل اور ان کا حل (اعلیٰ ایڈیشن)

اصلی قیمت: =/1600

o مکمل 10 جلد o اعلیٰ کاغذ o عمدہ طباعت

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی مایۂ ناز تصنیف' طلبہ وعلماء کے لیے گرانقدر علمی خزانہ'
محدود مدت کے لیے رعایتی سیل صرف پانچ سو پچاس روپے (550)۔

اختلافِ امت وصراطِ مستقیم

صرف ستر (70) روپے۔ مکمل سیٹ اتنے کم دام میں ملا ہے نہ ملے گا!

نوٹ: بیرونِ کراچی والے ڈاک خرچ ایک سو تیس (130) روپے مزید ارسال کریں۔

مکتبہ بینات علامہ بنوری ٹاؤن کراچی 74800